بحث ونظر

مفتی مختار اللہ حقانی *

دور جدید میں اسلامی ٹی وی چینل کی ضرورت اور اسکے اجراء کا شرعی جائزہ

اس وقت برصغیر کے اہم دینی اداروں' مجلات ورسائل اور اہم دارالافتاؤں میں یہ موضوع زیر بحث ہے تنقیح اور بحث وتمحیص سے نئے نئے پہلو سامنے آرہے ہیں ۔اس سلسلہ میں ماہنامہ ''الحق'' میں دونوں اطراف سے مضامین کو شائع کیے جارہے ہیں۔ الحق دونوں رُخ پیش کررہا ہے۔ بحث ونظر کا یہ باب تمام قارئین اوراس موزوں سے وابستہ حضرات کیلئے کھلا ہے۔ (ادارہ)

یہ بات سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج کے دور میں لوگوں تک اپنی آواز پہنچانے اور نظریات کی رسائی کے لئے ذرائع ابلاغ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔اور خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کچھ اور بھی زیادہ ہونے لگا ہے۔اس وقت مغرب اور اسلام دشمن عناصر کا مسلمانوں کے خلاف زہر گھولنے اور اسلام کو بدنام کرنے کیلئے سب سے زیادہ موثر ترین ہتھیار یہی الیکٹرانک میڈیا ہے۔مرزائیت' نیچریت اور جدت پسند نظریات کے حاملین مسلمانوں کے عقائد کو خراب کرنے میں بھی اسی آلہ کو بروئے کار لاتے ہیں اور سرد جنگ کا یہ تسلسل دن بدن وسیع ہوتا جارہا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغرب اور انکے پیروکار اس ہتھیار کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو کیا ان کے جواب میں اور اسلام کی صحیح ترجمانی کیلئے مسلمان بھی ایک اسلامی ٹی وی چینل کا اجراء کرسکتے ہیں یا نہیں

اسلامی ٹی وی چینلز کا اجراء: تو اس بارے میں دو قسم کی رائے سامنے آچکی ہیں:

پہلی رائے: پہلی رائے یہ ہے کہ اسلامی ٹی وی چینل کا اجراء ایک غیر شرعی اقدام ہے اور اس کی پہلی وجہ حرمت یہ ہے کہ ٹی وی اسکرین پر جو شکل دکھائی دیتی ہے وہ تصویر کے حکم میں ہے اور تصویر شرعاً حرام ہے۔

کما رواہ البخاری عن ابی طلحۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب اوتصاویر ۔(صحیح بخاری ۲؍۸۸۰)

حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں کتا اور تصاویر ہوں۔

---

* مفتی واستاذ شعبہ تخصص فی الفقہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۲)　**عن عبداللہ بن مسعودؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول: انّ اشد الناس عذاباً عنداللہ المصورون.** (صحیح بخاری ۲ / ۸۸۱) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سخت ترین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(۳)　**یحدث قتادۃ قال کنت عند ابن عباس وھو یسئلونہ ولا یذکر النبی ﷺ حتی سئل فقال سمعت محمداً ﷺ یقول من صوّر صورۃ فی الدنیا کلّف یوم القیامۃ ان ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ** (صحیح بخاری ۲/۸۸۱)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس تھا کہ لوگ آپؓ سے سوال کرتے تھے اور آپؓ رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ آپؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے محمد ﷺ سے سنا ہے" آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس تصویر میں روح ڈالیں اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ انہی روایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ

وقال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان شدید التحریم وھو من الکبائر سواء صنعہ بما یمتھن اوبغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالی سواء ماکان فی ثوب اوبساط اودرھم اودینار اوفلس اواناء اوحائط اوغیرھا.... ولافرق فی ھذا کلہ بین مالہ ظل ومالاظل لہ وبمعناہ قال جماھیر العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم(شرح مسلم للنووی ۲/۱۹۹)

ہمارے اصحاب اور دوسرے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حیوانات کی تصویر بنانا شدید حد تک حرام ہے اور یہ کبائر میں سے ہے چاہے اس کو ایسی چیز میں بنایا ہو جس کی توہین کی جاتی ہو یا توہین نہ کی جاتی ہو۔ بہرحال اسکی صنعت حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے چاہیے یہ تصویر کپڑے پر ہو یا درہم پر یا پیسے پر یا برتن پر، دیوار پر یا کسی دوسری چیز پر اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ تصویر سایہ دار ہو یا بے سایہ ہو۔ جمہور اہل علم صحابہ کرام تابعین عظام و تابعین اور دوسرے علماء اسی طرف فرما چکے ہیں۔

(۴)　دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر ٹی وی کی تصویر کو تصویر قرار نہ دیا جائے تو فحاشی اور عریانی کا باب کھل جائے گا اور لوگ یہی کہیں گے کہ جب یہ شرعاً تصویر کے درجہ میں نہیں تو پھر ٹی وی، وی، سی، آر اور فلم دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ اور اسی وجہ سے فلم بینی اور اجنبیات کو دیکھنا ایک روا کام سمجھ کر ہونے لگے گا۔

<u>دوسری رائے:</u>　اور دوسری رائے یہ ہے کہ آج کے دور میں ضرورت کے تحت اغیار کے اعتراضات کے جوابات دینے اور اسلام کی صحیح ترجمانی کے لئے اسلامی ٹی وی چینلو کا اجراء وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ ضرورۃً جائز ہے۔

(الف) ان حضرات کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ اس وقت اسلام دشمن عناصر ان ٹی وی چینلز کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک جنگی ہتھیار کی طرح استعمال کرتے ہیں اور جنگ کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ دشمن پر اس وقت غلبہ حاصل کیا جائیگا جب آپ کے پاس یا تو دشمن کے ہتھیار سے زیادہ قوی اور مضبوط ہتھیار ہو یا کم از کم دشمن کے ہتھیار کے مساوی ضرور ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب علم وافتاء الضرورات تبیح المحظورات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسی حق میں ہیں کہ چونکہ دشمن قوتوں کے پاس ایٹم بم ہے اس لیے مسلم ممالک کو بھی ایٹم بم بنانا چاہیے حالانکہ اگر اسلامی تعلیمات جنگ کے ظاہر کو دیکھا جائے تو ایٹم بم جیسے زہریلا ہتھیار جسکے استعمال سے بہت سارے بے گناہ انسانوں کی جانیں جاسکتی ہیں اور پوری کی پوری آبادی تہس نہس ہوسکتی ہے اس کا بنانا ناجائز نظر آتا ہے حالانکہ عالم اسلام کے دینی حلقے اس کے باوجود مسلم ممالک پر ایٹمی قوت بننے کے لیے زیادہ سے زیادہ زور دے رہے ہیں تو اس طرح الیکٹرانک میڈیا کو بھی اسلام دشمن لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں تو فقہاء کرام کا یہ قاعدہ **الضرورات تبیح المحظورات** اس دور میں دشمن کے اعتراضات کے جوابات دینے، دنیا پر اسلام کا حقیقی تشخص اجاگر کرنے اور لوگوں کی صحیح سمت رہنمائی کرنے کے لیے اسلامی چینلو کے اجراء کے جواز کا استدلال مہیا کرتا ہے۔

(۲) ان حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ ٹی وی اور کمپیوٹر اسکرین پر جو کچھ دکھائی دیتا ہے' اسی طرح ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے جو مناظر محفوظ کیے جاتے ہیں یہ تصویر نہیں اس لئے اس پر تصویر کی تعریف صادق نہیں آتی اس لیے کہ حقیقی تصویر کے لیے دو بنیادی شرائط قیام اور استقرار کا ہونا ضروری ہے۔ علامہ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے لکھا ہے

لان الصورة المحرمة ما كانت منقوشة اومنحوتة بحيث يصح لها صفة الأستقرار على شئى(تکملة فتح الملهم ۴/ ۱۶۴)

اس لیے کہ بیشک حرام تصویر وہ ہے جو منقش یا منحوت ہو اور اس کو کسی شئی پر صفت استقرار ہو اور یہ دونوں شرائط یہاں مفقود ہیں اس لیے کہ ڈیجیٹل مناظر جب سی، ڈی، ہارڈ ڈسک، فلاپی، یو، ایس، بی یا موبائیل چپ وغیرہ پر محفوظ ہوتے ہیں تو محض چند شعاعی اعداد وشمار ہوتے ہیں جن کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں ہوسکتا' بلکہ خوردبین اور اس جیسے دوسرے آلات کے ذریعے بھی دیکھنا ناممکن ہے بلکہ سی ڈی یا موبائیل چپ سے وہ مناظر ٹی وی، کمپیوٹر اسکرین یا موبائیل فون کے سکرین پر ظاہر ہونے لگے تو وہ بھی روشنی کے ناپائیدار شعاعی ذرات عارضی شکل میں ظاہر ہو کر فوراً فناء ہوجاتے ہیں ایک لمحہ کے لیے بھی وہ ذرات اسکرین پر قائم نہیں ہوتے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے لکھا ہے: **اما الصورة التى ليس لها ثبات واستقرار وليست منقوشة على شئى بصفة دائمة فانها بالظل اشبه منها بالصورة ويبدأ ان الصورة التلفزيون والفيديو لا تستقر على شئى فى مرحلة من المراحل الا اذا كان فى صورة فيلم فان كانت صورة الانسان حية**

بحیث تبدو علی الشاشة فی نفس الوقت الذی یظهر فیه الانسان امام الکیمرا فان الصورة لاتستقر علی الکیمرا ولا علی الشاشة وانما هی اجزاء کهربائیة تنتقل من الکیمرا الی الشاشة وتظهر علیها بترتیبها الاصلی ثم تفنی وتزول

واما اذا احتفظ بالصورة التی لیس فیها صورة فاذا ظهرت هذه الاجزاء علی الشاشة ظهرت مرة اخریٰ بذلک الترتیب الطبعی ولکن لیس لها ثبات ولا استقرار علی الشاشة وانما هی تظهر وتفنی فلا یبداء ان هناک مرحلة من المراحل تنقش فیها الصورة علی شئی بصفة مستقرة اودائمة (تکملة فتح الملهم ۴/۱۶۴/۱۶۵)

تصویر کیمرے کی اسکرین پر آجائے تو نہ تو وہ تصویر کیمرے پر باقی رہتی ہے اور نہ ہی اسکرین پر بلکہ درحقیقت یہ سب کچھ شعاعی اجزاء ہوتے ہیں جو کیمرے سے ہوتے ہوئے سکرین پر ان کی اصل ترتیب کے ساتھ ظاہر ہوکر زائل ہو جاتے ہیں اب جب ایسے طریقے سے تصویر کو محفوظ کیا جائے گا۔ تو یہ اجزاء دوبارہ اسکرین پر اسی طبعی ترتیب کے ساتھ سامنے آئیں گے اور ان کا اسکرین پر کوئی ثبات واستقرار نہ ہوگا اس لئے یہاں ان سارے پہلو میں سے کوئی ایک ایسا مرحلہ نہیں آتا جہاں تصویر کو کسی چیز پر استقرار ودوام کے ساتھ نقش کیا گیا ہو۔

اور شیخ الاسلام صاحب تقریر ترمذی میں فرماتے: جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ (تقریر ترمذی ۲/۳۵۲)

اسی طرح کمپیوٹر کی دنیا کا ایک معروف مصنف مارشل برین نے اپنی کتاب How stuff Works کے صفحہ ۱۸۲ میں سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کے ذریعہ حاصل کردہ عکس کے درمیان کے اس فرق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا:

Light Capture: A digital camera focuses light the same way a film camera does-with a series of lenses. But whereas a film camera uses chemically treated celluloid to capture an image, a digital camera focuses light onto an electronic image sensor instead.

The standard sensor technology for most digital cameras is a charge coupled-device (CCD). The CCD is a collection of tiny light sensitive diodes (Called Photosites), which convert photons (that is, light), into electrons. Each photosite is sensitive to light the brighter that hits a single photosite, the greater the electrical charge that accumulates at that site. The number of photosites on a CCD determines its maximum resolution.

"روشنی کا احاطہ: ایک ڈیجیٹل کیمرہ روشنی کو اسی طرح مرکوز کرتا ہے جس طرح ایک فلم کیمرہ کرتا ہے۔ یعنی بہت سے لگاتار عدسوں کی مدد سے' لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک فلم کیمرہ عکس کو پکڑنے اور گھیرنے کے لئے کیمیکلی طریق کار کو استعمال کرتا ہے اور کیمیائی طور پر تیار شدہ فلم (سیلولائڈ) پر عکس کو پکڑ لیتا ہے' جبکہ ڈیجیٹل کیمرہ (جس میں فلم نہیں ہوتی ہے اور نہ نفس عکس کسی چپ وغیرہ میں مقید و محفوظ ہو سکتا ہے' اس لئے ڈیجیٹل کیمرہ عکس کو گھیر کر پکڑنے کی بجائے) روشنی کو ایک حساس آلہ (Sensor) پر مرکوز کرتا ہے۔ (عکس کو سینس کرنے والا یہ آلہ عکس کی تفصیل کو پڑھتا ہے اور اس کے مطابق معلومات کو شعاعی اعداد و شمار "۱۰" کی شکل میں سی ڈی وغیرہ میں ریکارڈ کرتا ہے۔ زیادہ تر ڈیجیٹل کیمروں میں (عکس بندی کیلئے) معیاری حساس ٹیکنالوجی (CCD) یعنی Charge coupled-device استعمال کی جاتی ہے۔ (CCD) روشنی سے متاثر ہونے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے حساس ذرات (Diodes) کا مجموعہ ہوتا ہے' جو روشنی کو برقی رَو میں تبدیل کرتا ہے۔ ہر ذرہ (Diode) روشنی کے معاملہ میں انتہائی حساس ہوتا ہے۔ اور جتنی زیادہ تیز روشنی کسی ذرہ پر پڑتی ہے اتنا ہی زیادہ برقی چارج اس پر جمع ہوتا ہے' CCD پر (Diodes) ذرات کی تعداد سے اس جگہ کے روشن ہونے کی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے' اور اسی سے اس کے زیادہ سے زیادہ ریزولیشن (Resolution) کا تعین ہوتا ہے۔"

نیز "Wikipedia encyclopedia" میں ہے:

When you work with bitmap images like digital photographs, you work with pixels. A pixel (Short for "picture element") is the smallest unit in a computer images or display. Every images on your computer is made up of a colored grid of pixels. Your digital camera records pixels, your scanner converts physical images into pixels, your photo editing software manipulates pixels, your computer monitor displays pixels, and your printer paints pixels onto paper

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "وکی پیڈیا انسائیکلو پیڈیا" عنوان (understanding resolution)

ترجمہ: "جب آپ ڈیجیٹل عکس پر کام کرتے ہیں مثلاً ڈیجیٹل فوٹو گرافی پر تو آپ دراصل پکسل (Pixel) کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں' پکسل (یا Picture element) کسی کمپیوٹر کے مناظر یا عکس کی انتہائی چھوٹی اکائی ہے۔ آپ کے کمپیوٹر اسکرین پر جو بھی عکس نظر آتا ہے' وہ پکسل کے رنگین برقی روکا مجموعہ ہے۔ آپکا ڈیجیٹل کیمرہ پکسلس (Pixels) کو محفوظ (record) کرتا ہے' آپ کا Scanner (اسکینر) کسی چیز پر طبعی طور پر قائم و پائیدار عکس کو پکسلس میں منتقل کرتا ہے' آپ کا Computer Software (کمپیوٹر اسکرین) پکسلس کو کمپیوٹر اسکرین پر رونما اور ظاہر کرتا

ہے' جبکہ آپ کا Printer (پرنٹر) ان پکسلس کو کاغذ پر Paint (رنگ و روغن سے پائیدار) کر کے تصویر بنا دیتا ہے)'' (ماخوذ از فتویٰ دارالعلوم کراچی ۱۹/۹/۱۴۲۹ھ)

ٹی وی اسکرین پر پروگرامز کے انواع:

تو یہ صفت استقرار اور قیام ٹی وی اسکرین پر بھی دکھائی جانے والے مناظر میں نہیں ہوتا اسلئے کہ عموماً ٹی وی پر جو پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

پہلی قسم: وہ پروگرام جو براہ راست ٹی وی چینلو پر دکھائے جاتے ہیں مثلاً کوئی آدمی ٹی وی اسٹیشن سے کچھ نشر کر رہا ہو یا جیسے آج کل بڑے بڑے پروگرامز بغیر ریکارڈ کیے براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جاتے ہیں تو ٹی وی پر شکل محض عکس ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دوربین کے ذریعے دور کے مناظر کو ایک آدمی با آسانی دیکھ سکتا ہے لھذا اگر وہ مناظر دوربین سے ہٹ جائے تو دوربین کے ذریعے دیکھنے والا یہ شخص ان مناظر کو نہیں دیکھ پائے گا تو اسی طرح جب ٹی وی اسٹیشن میں بیٹھنے والا یہ شخص ٹی وی اسٹیشن سے ہٹ جائے گا تو اس شخص کی تصویر اسکرین پر باقی نہیں رہے گی تو اس صورت میں ثبات اور استقرار نہیں پایا گیا حالانکہ تصویر کے شرائط میں یہ بنیادی شرط ہے تو یہ عکس سے زیادہ قریب ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ جس چیز کو بالمشافہ دیکھنا جائز ہے تو اسی چیز کے عکس کو دیکھنا بھی جائز ہے۔

دوسری قسم: ٹی وی پر دوسرے قسم کے وہ پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں جو پہلے سے وڈیو کیسٹ یا سی ڈی ڈسکس وغیرہ میں ریکارڈ کئے جا چکے ہوں اور بوقت نشر اس کو ٹی وی اسکرین پر دکھائے جائے لیکن ان مناظر پر بھی عکس کا اطلاق صحیح اور درست ہے تصویر کا اطلاق قابل غور ہے کیونکہ وی سی آر کی ریل پر اسی طرح سی ڈی ڈسک، موبائل چپ، فلاپی، اور کمپیوٹر ہارڈ ڈسک پر محفوظ مناظر نہ کھلی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے اور نہ خوردبین لگا کر بھی کچھ نظر آتا ہے ان میں کوئی چیز تصویر کی شکل محفوظ نہیں رہتی بلکہ جب ان کو وی سی آر یا کمپیوٹر میں لگایا جائے تو وہ اپنے اندر محفوظ ذرات اور شعاعوں کو کھینچ کر مشین کے ذریعے منتقل کر دیتا ہے اور جب مذکورہ اشیاء مشین سے ہٹ جائے تو سب کا سب غائب ہو جاتا ہے اور اسی پر عکس کا اطلاق ہوتا ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم اشاعت وہ ہے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہو اس کو بڑا کر کے ٹی وی پر دکھایا جا رہا ہو تو اسکی تصویر میں کوئی شک وشبہ نہیں اس کا حکم بھی تصویر کا حکم ہے۔ تو جب پہلی دو قسمیں تصویر کے حکم میں نہیں تو اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جا رہا ہو جو فی نفسہ جائز ہو تو وہ ان دونوں ذریعوں میں سے کسی ایک ذریعہ سے پیش کیا جا رہا ہو تو اسکو دیکھنا فی نفسہ جائز ہوگا۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر ٹی وی اسکرین پر ان مناظر کو تصویر بھی مان لی جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ تصویر حرام ہے اور اسی پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

تصویر کی صورتیں: تصویر کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ تصویر مجسمہ کی صورت میں ہو جس کو تماثیل کہا جاتا ہے اس کی حرمت متفق علیہ ہے۔ علامہ ابن عربیؒ نے لکھا ہے کہ: ان کانت ذات اجسام حرم بالاجماع (حاشیہ صحیح بخاری ۸۸۱/۲) کہ جسم والی تصویر بالاجماع حرام ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض نے لکھا ہے: اجمعوا علی منع ما کان له ظل (بحوالہ قاموس الفقہ ۴۲۹/۲) جس تصویر کا سایہ ہو تو اس کے منع پر اجماع ہے۔

(۲) تصویر کی دوسری صورت وہ ہے کہ جس تصویر کے لئے جسم نہ ہو تو اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے دور سے اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض صحابہ کرامؓ کی رائے گرامی: (الف) صحیح بخاری میں حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے۔

عن ابی طلحة صاحب رسول الله ﷺ انه قال إن رسول الله ﷺ قال إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة قال بسر ثم اشتكى زيد فعدناه فاذا على بابه ستر فيه صور فقلت لعبيد الله ربيب ميمونةؓ زوج النبی ﷺ الم يخبرنا زيد عن الصور يوم الاول فقال عبيدالله الم تسمعه حين قال الارقم فی ثوب (صحيح بخاری ۸۸۱/۲)

حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جن میں تصویر ہو' حضرت بسر فرماتے ہیں کہ پھر جب زید بیمار ہوئے تو ہم اس کی عیادت کے لئے گئے تو اس کے دروازے پر لٹکے ہوئے پردے پر تصویریں تھیں' میں نے وہاں ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے ربیب حضرت عبیداللہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت زید بن خالد جہنی نے تو جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہم سے بیان کیا تھا تو پھر یہ تصویروں والا پردہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم نے حضرت زید بن خالد سے مذکور حدیث میں یہ جملہ نہیں سنا تھا: الارقم فی ثوب یعنی وہ تصویر جو کپڑے میں نقش ہو وہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

اسی طرح جامع ترمذی میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؓ سے مروی ہے۔

انه دخل علی ابی طلحة الانصاریؓ يعوده فوجد عنده سهل بن حنيفؓ قال فدعا ابوطلحةؓ انسانا ينزع نمطاتحته فقال له سهل لم تنزعه قال لان فيها تصاوير وقال فيه النبی ﷺ ما قد علمت قال سهل اولم يقل الا ما كان رقما فی ثوب قال بلیٰ ولكنه اطيب لنفسی قال ابوعيسیٰ هذا حديث حسن صحيح. (جامع ترمذی ۴۳۷/۱ هكذا فی سنن نسائی ۲۱۹/۲)

کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کی عیادت کے لئے گئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیفؓ بھی موجود تھے تو حضرت ابوطلحہ کسی صاحب کو بلایا کہ وہ اس کے نیچے سے جو گدا بچھا ہوا ہے نکال دے تو حضرت سہل بن حنیفؓ نے وجہ دریافت کی تو آپؓ

نے فرمایا کہ اس میں تصاویر ہیں تو حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تصویر کی حرمت بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کپڑے پر نقش تصویر اس سے مستثنیٰ ہے تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تو تھا مگر میں اپنے لئے اس کو زیادہ بہتر صورت پسند کرتا ہوں۔

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر سایہ دار تصویر جو کپڑوں وغیرہ پر بنی ہوئی ہو جائز ہے۔

لہٰذا انہی روایات کے تحت علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ **انھا نھی الشارع اولاً عن الصوّر کلھا وان کانت رقما لانھم کانوا حدیثی عھد بعبادۃ الصور فنھی عن ذلک جملۃ ثم لما تقرر نھیہ عن ذلک اباح ما کان رقما فی ثوب للضرورۃ إلی ایجاد الثّیاب فاباح مایمتھن لأنہ یومن علی الجاھل تعظیم ما یمتھن وبقی النھی فیما لایمتھن.** (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۶)

بیشک شارع علیہ السلام اولاً تمام تصاویر چاہے کپڑوں وغیرہ پر مرقوم کیوں نہ ہو سے منع فرمایا اس لئے کہ ان پر تصاویر کے عبادت کا نیا نیا زمانہ گزرا تھا' تو آپ ﷺ نے جملہ تصاویر سے منع فرمایا پھر جب تصاویر کی قباحت اور ان سے نفرت پختہ ہوگئی تو پھر آپ ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے کپڑے پر رقم تصویر کی اجازت دے دی اسلئے اس وہ تصاویر والے کپڑے ایجاد ہوئے تھے' تو آپ ﷺ نے ان تصاویر کی اجازت دی جن کی اہانت کی جاتی ہے' اسلئے کہ جاہل آدمی اہانت والے شئی کی تعظیم نہیں کرتا' البتہ جن تصاویر کی اہانت نہ کی جاتی ہو ان کے بارے میں نہی برقرار ہے۔

اور علامہ ابن عربیؒ نے ان غیر سایہ دار تصاویر کے حکم کے بارے میں لکھا ہے: **ان کانت رقماً فاربعۃ اقوال الاول یجوز مطلقاً علی ظاھر قولہ الارقماً فی الثواب الثانی المنع مطلقاً حتی الرقم الثالث ان کانت الصورۃ باقیۃ الھیئۃ قائمۃ الشکل حرم وان قطعت الرأس اوتفرقت الاجزاء جاز قال ھذا ھوالاصح الرابع ان کان مما یمتھن جاز وان کان معلقاً لم یجز** (حاشیہ صحیح بخاری ۲/۸۸۱)

اگر تصویر مرقوم ہو تو اس بارے میں چار اقوال ہیں۔

پہلا قول مطلقاً جواز کا ہے جو **الارقما فی الثوب** سے ظاہر ہے۔ دوسرا قول مطلقاً منع ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کی پوری ہیئت اور شکل کے ساتھ قائم ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کٹا ہوا ہو یا اعضاء متفرق ہوں تو جائز ہے اور یہ اصح قول ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ جس تصویر کی اہانت کی جاتی ہو تو جائز اور اگر وہ معلق لٹکا ہوا ہو تو ناجائز۔

اسلئے علامہ عینیؒ نے بعض سلف صالحین میں ایک گروہ سے غیر سایہ دار تصاویر کے جواز کا قول نقل کیا ہے۔

وقال قوم انما کرہ من ذلک ما لہ ظل ولا ظل لہ فلیس بہ بأس (بحوالہ حلال وحرام ص ۲۲۶۔ سیف اللہ رحمانی)

اور علامہ نوویؒ نے ایک جماعت علماء سے ایسی تصویروں کا جواز نقل کیا ہے۔ (شرح مسلم)

<u>مالکیہ کا مذہب:</u> یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ غیر مجسم تصاویر کے جواز مع الکراھۃ التنزیہۃ کا قائل ہیں اور اکثر مالکیہ

کی بھی یہی رائے ہے البتہ بعض مالکیہ اس قسم کی تصاویر کو بلا کراہت جائز سمجھتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: وكان ابوهريرة يكره التصاوير مانصب منها ومابسط وكذالك مالك الاانه فان يكرمها تنزيها ولا يراها محرمة (المغنی لابن قدامۃ ج ۷۔ صفحہ ۶)

حضرت ابوہریرۃ کھڑے کئے گئے اور بچھائی گئی تصاویر کو مکروہ سمجھتے تھے' اسی طرح امام مالکؒ بھی رائے رکھتے تھے البتہ آپ ان کو مکروہ تنزیہی کے قائل تھے ان کو حرام نہیں سمجھتے تھے۔ اور شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے لکھا ہے:

فالحاصل أن المنع من اتخاذ الصور مجمع عليه فيما بين الائمة الاربعة اذا كانت مجسدة أما غير المجسدة منها فاتفق الائمة الثلاثة على حرمتها ايضاً قولاً واحدا والمختار عند اكثر المالكية كراهتها لكن ذهب بعض المالكية إلى جوازها (تکملۃ فتح الملہم ۴/۱۵۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ مجسم تصاویر کے منع پر ائمہ اربعۃ کا اتفاق ہے البتہ غیر مجسم تصاویر کے منع پر ائمہ ثلاثہ متفق ہیں۔ اور اکثر مالکیہ کے ہاں مختار مذہب کراہت کا ہے اور بعض مالکیہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

اور علامہ عبدالرحمٰن الجزائریؒ مالکیہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثانيها ان تكون مجسدة سواء كانت ماخوذة من مادة قبضى كالخشب والحديد والعجين والسكر اولا كقشر البطيخ...... اما اذا لم تكن مجسدة كصورة الحيوان والانسان التى ترسم على الورق والثياب والحيطان والسقف ففيها خلاف ' رابعها ان يكون لهاظل فان كانت مجسدة لكن لاظل لها بان بنيت فى الحائط ولم يظهر منهاسوى شئى لاظل له فانها لايحرم (بحواله قاموس الفقه / ۴۶۹)

تصویر کے حرام ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مجسم ہو چاہیے وہ باقی رہنے والے مادۃ ہو جیسے لکڑی' لوہا' گوندھا ہوا آٹا اور شکر سے بنی ہو یا ناپائیدار مادۃ مثلاً خربوزہ کے چھلکے سے بنی ہو' اگر حیوان اور انسان کی صورت کی طرح مجسمہ نہ ہو جو کپڑے' کاغذ' دیوار اور چھت پر نقش کیا جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے تصویر کے حرام ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ سایہ دار بھی ہو اگر وہ مجسمہ کی شکل ہو لیکن سایہ دار نہ ہو' مثلاً دیوار میں اس طرح بنائی گئی ہو کہ اسکا سایہ نہ بن پایا ہو تو وہ حرام نہیں۔ اسی طرح موسوعۃ الفقہیۃ میں مالکیہ کا مذہب یوں نقل ہے ان المالكيه لايرون تحريم الصور المسطحة لايختلف المذاهب عندهم فى ذلك (موسوعۃ الفقہیۃ ۱۲/۱۰۲) کہ بے شک مالکیہ کے ہاں بالاتفاق غیر سایہ دار تصویر حرام نہیں ہے۔

بعض علماء عرب کی رائے: غیر سایہ دار تصویر کے بارے میں بعض علماء عرب بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں۔

مثلاً شیخ سید سابق لکھتے ہیں: كل ماسبق ذكره خاص بالصورة المجسدة التى لها ظل اما الصورة التى لاظل كالنقوش فى الحوائط وعلى الورق والصور التى توجد فى الملابس والستورو

الصور الفو تو غرافية فهذه كلها جائزة (فقه السنة ۲/ ۵۸)
جو کچھ ذکر ہوا وہ مجسم تصویر جس کا سایہ ہو کیساتھ خاص ہے' البتہ وہ تصویر جس کا سایہ نہیں جیسے دیوار' کاغذ پر بنائی گئی تصویر' اسی طرح وہ تصاویر جو کپڑوں اور پردوں پر بنائی گئی ہوں اور وہ تصاویر جو کیمرہ سے بنائی گئی ہوں تمام کی تمام جائز ہیں۔

اور اسی طرح ڈکتور یوسف قرضاوی مدظلہ فرماتے ہیں، اور اگر تصویر کسی ذی روح کی ہو اور اس سے کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو جس کا بیان اوپر گزر چکا یعنی کوئی ایسی تصویر نہ ہو جس کی تقدیس وتعظیم کی جاتی ہے اور نہ اس سے تخلیق خداوندی کی مشابہت مقصود ہو تو راقم السطور کی رائے میں ایسی تصویر حرام نہیں ہے۔(الحلال والحرام اردو ۱۴۵)

قاسم بن محمد کا مذہب: اسی طرح حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ جو فقہاء مدینہ میں سے ایک جلیل القدر فقیہ تھے' وہ بھی غیر مجسم تصاویر کو جائز سمجھتے ہیں۔ عن ابن عون قال دخلت على القاسم وهو بأعلى مكة فى بيته فرأيت حجلة فيها تصاوير القندس والعنقاء (فتح الباری ۱۰/ ۳۱۹)
ابن عون فرماتے ہیں کہ میں قاسم بن محمد کے گھر داخل ہوا وہ مکہ کے بالائی حصہ میں اپنے گھر میں مقیم تھے تو میں نے اس کے گھر میں ایک حجلہ دیکھا جس پر قندس (ایک آبی جانور) کا اور عنقاء کی تصاویر تھیں۔

حنابلہ کی رائے: اسی طرح حنابلہ کے ہاں بھی کپڑوں پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں بلکہ جائز ہے' چنانچہ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں أن مذهب الحنابلة جواز الصورة فى الثوب ولو كان معلقاً على مافى خبر ابى طلحة (فتح الباری ۱۰/ ۳۱۹)
بیشک حنابلہ کا مذہب' کپڑے وغیرہ پر تصویر کے جواز کا ہے' اگرچہ وہ لٹکایا ہوا ہو جیسے کہ حضرت ابوطلحہؓ کی روایت میں ہے
قال ابن حمدان من الحنابلة المراد بالصورة اى المحرمة ما كان لها جسم مصنوع له طول و عرض وعمق (الموسوعة الفقهية ۱۲/ ۱۰۲) ابن حمدان حنبلیؒ نے فرمایا ہے کہ صورۃ محرمۃ سے مراد وہ صورت ہے جس کا جسم ہو اس کے لئے طول' عرض اور عمق۔

امام ابراہیم نخعیؒ کی رائے گرامی: غیر سایہ دار تصویر کے بارے میں مشہور تابعی اور امام حضرت ابراہیم نخعیؒ بھی جواز کی رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنف میں آپؒ کے دو روایات نقل کی ہیں۔ عن مغيرة قال كان فى بيت ابراهيم تابوت فيه تماثيل (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۶۰۵ ۔تحقیق محمد عوامہ کتاب اللباس)
حضرت مغیرہؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ کے گھر میں ایک صندوق (تابوت) تھا جس پر تصاویر تھیں۔

وعن حماد عن ابراهيم قال لاباس بالتمثال فى حلية السيف ولاباس بها فى سماء البيت انما يكره منها مانُصب نصباً يعنى الصورة (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۶۰۵ ۔تحقیق محمد عوامہ کتاب اللباس) حضرت حماد بن ابی سلیمان امام ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا کہ تلوار کے دستے وغیرہ پر اور اسی طرح گھر کی چھت پر بھی تصاویر میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جو تصاویر کھڑی کی جاتی ہوں وہ مکروہ ہیں ۔ (جاری ہے)